الولی حیدرآباد

بہ سلسلۂ معارف عبیداللّٰہی

مولانا عبیداللہ سندھی کا ایک فکر انگیز تاریخی منصوبہ

علما و مدبرین کے لیے ایک لمحۂ فکریہ

نیشنل کانگریس میں تحریک آزادی ہند کا دوسرا دور:

از مولانا عبیداللہ سندھی

صفحات: ۴۷ (سے زیادہ[1])، اشاعت: ۱۹۲۴ء، مطبع: مطبع محمود بک، استانبول،

ناشر: کانگریس کمیٹی کابل، مقام اشاعت: ہندوستانی منزل، آق سرائے، استانبول (ترکی)

اس کتابچے کا پورا نام اس طرح ہے،

نیشنل کانگریس میں تحریک آزادی ہند کا دوسرا دور

یعنی

کانگریس کمیٹی کابل کا سرواراجی نظام

اور

مہابھارت سرورراجیہ پارٹی کا پروگرام

رسالہ تاریخ و سیاست میں یہی پروگرام شائع ہوا ہے اس کا عنوان "مہابھارت سرورراجیہ پارٹی کا پروگرام" ہے[2]

---

[1] مولانا عبیداللہ سندھی نے اقبال شیدائی کو پروگرام کا ایک نسخہ بھیجا تھا۔ اس کے بعد بعض اعتراضات یا سوالات کے جواب میں مولانا نے جو خط لکھا (جولائی ۱۹۳۲ء) اس میں بعض وضاحتیں زبانی تھیں اس خط میں پروگرام کے صفحہ ۴۷ تک کے حوالے آئے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کتابچے کی ضخامت ۴۷ صفحات سے یقیناً زیادہ تھی۔

[2] یہ پروگرام رسالہ تاریخ و سیاست کے باریک ٹائپ میں ۳۲ صفحوں میں آیا ہے۔ شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۵۲ء جلد ۴، شمارہ ۱۔

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم اس عہد کے بہت بڑے انقلابی اور سیاسی مفکر تھے۔ رولٹ سڈیشن کمیٹی کے مطابق وہ منصوبے بنانے اور تجویزیں تیار کرنے میں غیرمعمولی ذہانت کے مالک تھے ان کی زندگی پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات محسوس کر لی جاسکتی ہے کہ واقعی ان میں یہ خوبی بدرجۂ اتم موجود تھی۔

مولانا سندھی کے پیش نظر فرد کی تعلیم و تربیت سے لے کر بین الاقوامی سطح کے سیاسی نظام چلانے تک کا ایک واضح پروگرام تھا۔ زندگی کے مختلف دائروں کے پروگرام اور ان کے مختلف اجزا کو انھوں نے اپنی تحریروں اور قرآن حکیم کی متعدد سورتوں کی تفسیر کے ضمن میں اور جمعیت الانصار، نظارۃ المعارف القرآنیہ، بیت الحکمت، محمد قاسم ولی اللّٰہی تھیولوجیکل کالج، جمنا نربدا سندھ ساگر پارٹی، جمعیت خدام الحکمت، سرواجیہ پارٹی کے اغراض و مقاصد اور مختلف خطبات و مقالات میں منضبط اور غیرمنضبط طور پر بیان کیا ہے۔ آزاد ہندوستان کے مذہبی، سماجی، تہذیبی، لسانی، اقتصادی، معاشی، سیاسی مسائل کے حل مضبوط غیر فرقہ وارانہ اور ملک کی نمائندہ جمہوری حکومت کے قیام، ملک کی ہمہ جہت ترقی اور ایشیائی ممالک کو استعمار کا آلۂ کار بننے سے بچانے کے لیے انھوں نے جو پروگرام مرتب کیا تھا۔ اس کے اجزائے ترکیبی ایک مفصل اور جامع دستور کی شکل میں باب اور دفعہ وار اس کتابچے میں جمع کر دیے ہیں۔ اس کا مختصر نام، "مہابھارت سرواجیہ[۱] پارٹی کا پروگرام" ہے۔

مولانا سندھی مرحوم نے یہ پروگرام ترکی میں قیام کے زمانے میں مرتب کیا تھا، چھپوایا تھا اور ڈاک کے ذریعے ہندوستان کے مختلف سیاسی رہنماؤں کو بھیجا تھا لیکن گورنمنٹ کو پتا چل گیا اور اس نے اُسے ضبط کر لیا اور اس طرح شاید ہی کسی رہنما تک اس کا کوئی نسخہ پہنچ سکا ہو۔ مولانا نے انگریزی اور ترکی زبان میں بھی اس کا ترجمہ کروایا تھا۔ انگریزی ترجمہ ظفر حسن ایبک نے اور ترکی ترجمہ احمد مختار بک اور ارخان تحسین بک نے کیا تھا۔

ابھی تک پتا نہیں چل سکا کہ اس رسالے کا مطبوعہ نسخہ پاکستان یا ہندوستان کے کسی کتب خانے یا اہل علم کے پاس ہو۔ ظفر حسن ایبک نے اپنی خود نوشت "آپ بیتی" حصہ دوم میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کے مطالب کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ اقبال شیدائی کے نام مولانا سندھی کے خطوط میں اس کا ذکر آیا ہے

---

[۱] "سرو" کے معنی ہندی میں "سب کے" ہیں اس لیے "سرواجیہ پارٹی" کے معنی "سب کا راج" قائم کرنے والی پارٹی کے ہیں یعنی وہ پارٹی جو سب لوگوں کے رنگ، مذہب، نسل اور مال و دولت کے فرق کے بغیر حکومت قائم کرے گی۔
(ظفر حسن ایبک)

الولی حیدر آباد

اور اس کی بعض دفعات کی مولانا نے وضاحت بھی کی ہے۔

بعد میں مولانا نے اس پورے پروگرام پر نظر ثانی کرکے اسے بہت ہی معتدل و متوازن اور مدلل کر دیا تھا۔ مولانا سندھی مرحوم کے قلم سے پروگرام کا نسخہ (غیر مطبوعہ) مولانا عزیز احمد مرحوم کے پاس تھا سید ہاشمی فرید آبادی مرحوم کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے اسے حاصل کرکے انجمن ترقی اردو (پاکستان) کے سہ ماہی تاریخ و سیاست کراچی میں چھپوا دیا تھا۔

اس پروگرام کے چند خاص پہلو یہ ہیں:

۱. آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اندر سرواجیہ پارٹی کا قیام — جس کی بنیاد شاہ ولی اللہ دہلوی کے اصولوں پر ہوگی۔

۲. ہندوستان میں سرواجیہ حکومت کا قیام

۳. سرواجیہ حکومت کو چلانے والی اعلیٰ اختیارات کی کونسل کا قیام

۴. ایشیا کو برٹش استعمار کے استحصال سے بچانے کے لیے سرواجیہ پروگرام کے مطابق "سرواجیہ ایشیاٹک فیڈریشن" اور ایشیائی ممالک کی امداد کے لیے سرواجیہ قومی بنکوں کی شاخوں کا قیام اور اگلے اقدام کے طور پر یورپ اور افریقہ میں سرواجی قومی جماعت کی ایجنسیوں کا قیام۔

سرواجیہ بنکوں کی بنیاد کے بارے میں بھی مولانا سندھی نے وضاحت کر دی ہے ان کا کاروبار غیر سودی اور نفع نقصان کی بنیاد پر ہوگا، قرضے غیر سودی ہوں گے وغیرہ

ہم یہاں مولانا کے اس منصوبے کی صرف چار دفعات نقل کرتے ہیں جو انھوں نے آزاد ہندوستان کی حکومت کے بارے میں مرتب کی ہیں:

حکومتِ متوافق سرواجیہ جمہوریات ہند

(انڈین فیڈرل سرواجی ری پبلکن اسٹیٹس)

۳۲. ہر ایک "سرواجیہ جمہوریہ" اپنی اقتصادی، تمدنی اور سیاسی آزادی کو ملحوظ رکھتے ہوئے "حکومت متوافق سرواجیہ جمہوریات ہند" کا آزاد رکن رہے گا۔

(الف) حکومت متوافق سرواجیہ جمہوریات ہند کا دارالصدر دہلی ہوگا۔ اولاً سرواجیہ ہند میں اس

حکومت کے دو ثانوی مراکز لاہور اور آگرہ بنانے چاہتے ہیں۔ تاکہ اسی نمونے پر شمال مغربی ہند اور دکن میں اس فیڈریشن کے ثانوی مراکز بنانے میں آسانی ہو۔

(ب) سرواجیہ ہند کی جمہوریات، کشمیر، شمال مغربی پنجاب، شمال مشرقی پنجاب، جنوب مغربی پنجاب، پشتانیہ[1]، بلوچستان اور سندھ جن کی آبادی تین کروڑ ہے، لاہور کے مراکز سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی مشترک زبان ہندوستانی (اردو) ہوگی اور جمہوریات "بھارت"، راجپوتانہ، گجرات، آگرہ کے حلقے میں داخل ہیں ان کی مشترک زبان ہندوستانی (اردو، ہندی) ہوگی۔

(ج) اس فیڈریشن کے مراکز مقامی جمہوریتوں سے علاحدہ رکھے جائیں گے۔ ان کی حکومت کے لیے خاص قانون بنایا جائے گا۔

۴۳. اس فیڈریشن میں ہر ایک سرواجیہ جمہوریہ کو اس کے تناسب آبادی، اقتصادی، تمدنی اور فوجی اہمیت کے لحاظ سے حق نمائندگی دیا جائے گا۔ حکومت متوافق جمہوریات ہند اور سرواجیہ جمہوریتوں کے باہمی تعلقات معین کرنے کے لیے "مہا بھارت سرواجیہ کانگریس" ایک خاص قانون بنائے گی۔

۴۴. حکومت متوافق "سرواجیہ جمہوریات ہند" میں مذہب کو حکومت سے جدا کر دیا جائے گا اور اس حکومت کو نہ تو کسی خاص مذہب سے تعلق ہوگا اور نہ اسے اپنے مشترکہ جمہوریتوں کے مذاہب میں دخل (دینے کا حق) ہوگا جو ان شرائط کو پورا کرتی رہیں۔ جن پر ان کو "مہا بھارت سرواجیہ پارٹی" نے تسلیم کیا ہے۔

۴۵. ایک خاص وقت تک ہندوستانی ریاستیں بھی "حکومت متوافق جمہوریات ہند" میں شامل ہو سکتی ہیں اگر ان کے حکمران اپنی حکومت کے اختیارات اپنے ملک کی سرواجیہ پارٹی کے ہاتھ میں دے دیں اور اپنے لیے فقط اتنے اختیارات پر اکتفا کریں جو اس وقت ایک قانونی حکمران کو کم از کم درجہ پر حاصل ہیں۔

مولانا سندھی مرحوم کا یہ نہایت جامع پروگرام تھا جو کئی حصوں میں منقسم، چالیس دفعات اور بے شمار ذیلی شقوں پر مشتمل تھا۔ اس میں ذہنی تربیت کے ابتدائی پروگرام سے لے کر حکومت کی تمام شاخوں اور ان کی کارگزاریوں تک کی تفصیلات موجود ہیں۔ سید ہاشمی فرید آبادی کے الفاظ میں:

---

[1] شمال مغربی سرحدی علاقے یا بے نام صوبے کے لیے وہاں بولی جانے والی زبان "پشتو" یا اس علاقے میں آباد قوم "پشتون" کی رعایت سے مولانا سندھی مرحوم نے اس کا نام "پشتانیہ" یا "پشتونیہ" تجویز کیا تھا۔

• یہ منصوبہ مولانا سندھی کی انقلاب پسندی اور سیاسی فراست کی دستاویز بھی ہے اور ہمارے افکار میں ارتقا کی اب تاریخی شہادت بن گیا ہے"۔

مولانا سندھی کے اس پروگرام کی خاص بات یہ ہے کہ وہ ہندوستان کو ایک ملک نہیں بلکہ کئی ملکوں کا مجموعہ اور کئی مذہبوں کا وطن مانتے ہیں۔ وہ اسے شمال مغربی، شمال مشرقی اور جنوبی تین منطقوں میں تقسیم کرتے ہیں اور تینوں منطقے کئی کئی ملکوں، یا سرداجیہ جمہوریتوں پر مشتمل ہیں۔ وہ ہر مستقل سرداجیہ جمہوریت کو اپنا دستور بنانے اور اپنے جمہوریہ کا مذہب متعین کرنے کا حق دیتے ہیں لیکن فیڈرل سرداجیہ ری پبلکن اسٹیٹس (سرداجیہ جمہوریت ہند) کے بارے میں انھوں نے صراحت کر دی ہے کہ اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہ ہوگا بلکہ کسی سرداجیہ جمہوریہ کے مذہب میں وہ دخل بھی نہ دے سکے گی۔ اس اصول کے تحت مسلم اکثریت کی جمہوریتوں میں مسلمانوں کو اپنے مذہب کے مطابق دستور بنانے اور اسلامی اصول کے مطابق نظام حکومت چلانے کی کامل آزادی حاصل ہوتی۔

مولانا عبیداللہ سندھی ملک کی موجودہ صوبائی تقسیم کو درست تسلیم نہیں کرتے بلکہ لسانی، تہذیبی بنیادوں پر از سر نو تقسیم کو ناگزیر سمجھتے ہیں تاکہ ایک زبان اور تہذیب رکھنے والے یکجا ہو کر اپنی سرداجیہ جمہوریہ قائم کر سکیں۔ ہر سرداجیہ جمہوریہ ایک مستقل ملک کی حیثیت کی مالک ہوگی۔

کل ہند نظام کو وہ انڈین فیڈرل ری پبلکس سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس میں سرداجیہ جمہوریتیں (ملک) بعض شرائط اور اختیارات کی وضاحت کے ساتھ شامل ہوں گی پروگرام میں مولانا سندھی مرحوم کے الفاظ یہ ہیں:

> "ہر ایک سرداجیہ ملک مستقل میں ایک "سرداجی جمہوریہ" ہوگا جو اپنی اقتصادی، تمدنی آزادی محفوظ رکھتے ہوئے "متوافق جمہوریات ہند" (انڈین فیڈرل ری پبلکس) کے لیے اکائی بنے گا"۔

ہندوستان کی ریاستیں بھی اگر وہ "مہا بھارت سرداجیہ کانگرس" کے شرائط کو تسلیم کر لیں تو انڈین فیڈرل ری پبلکس کی رکن بن سکیں گی۔ مولانا نے یہ شرائط بھی پروگرام میں واضح کر دی ہیں۔

مولانا سندھی نے اپنے اس پروگرام میں اس حد تک تفصیل سے کام لیا ہے کہ جمہوریتوں اور مرکز کے لیے زبان، مذہبی تعلیم کے حق، اس کے انتظام، حلقہ انتخاب، رائے دہندگان اور امیدواروں کی صلاحیتوں اور

سرحدِ اجیہ جمہوریتوں کے مابین اور مرکز (انڈین فیڈرل ری پبلکس) سے ان کے تعلقات اور اختیارات کی بھی وضاحت کر دی ہے ۔

ان کے پروگرام کا ایک اصول یہ ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کو ملک کی آزادی کی جدوجہد آزاد ملک اور جمہوریت کے قیام، ملک کی ترقی و استحکام کے لیے ناگزیر سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں ہندوستان میں مسلمانوں کی ہزار سالہ تاریخ نے ملک کو ایک ایسے سماجی سانچے میں ڈھال دیا ہے کہ انھیں الگ الگ نہیں کیا جا سکتا ہے ان کے نزدیک ہندوستانی مسلمان اپنی تاریخ، اپنی زبان، اپنے سماجی اصولوں، اپنے ذوق و عادات غرض کہ ہر اعتبار سے ایک مستقل قومیت کے خصائص رکھتے ہیں لیکن ان کے یہ خصائص انھیں ہندوستان کی غیر مسلم قوموں ہی میں امتیاز نہیں بخشتے بلکہ یہ خصائص انھیں عرب و حجاز اور دنیا کے تمام ملکوں کے مسلمانوں سے بھی الگ رکھتے ہیں تجربات نے مولانا سندھی مرحوم کے اس عقیدے کو اتنا پختہ کر دیا تھا کہ دنیا کا کوئی اسلامی ملک ہندوستان کے مسلمان کو مسلمان کی حیثیت سے قبول کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ہندوستان کے مسلمان کو "ہندوستانی" کی حیثیت سے دیکھتا ہے اور اسی حیثیت میں اس سے معاملہ کرتا ہے ۔

اگست ۱۹۴۷ء کے بعد جب کہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہوا دو مستقل آزاد ملک دنیا کے نقشے میں نمودار ہو چکے ہیں ۔ مولانا سندھی کے منصوبے کا مہا بھارت سرحدِ اجیہ نیشنل پروگرام کی حیثیت سے قبول کیا جانا قطعاً خارج از بحث ہو گیا ہے لیکن جیسا کہ سید ہاشمی فرید آبادی نے فرمایا کہ یہ ہمارے افکار میں ارتقا کی ایک تاریخی شہادت بھی ہے اور پاکستان میں زبان، تہذیب، سماجی روایات کے اختلاف، مذہبی فرق اور مذاہب کے نزاعات نے جو نفرت انگیز تحریکات اور مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور جن کا ابھی تک کوئی مستقل اور تمام مذاہب و فرق، تمام طبقات قوم اور تمام صوبوں کے لیے قابلِ قبول حل سامنے نہیں آیا ہے۔ ان میں مولانا سندھی کا یہ پروگرام مسائل کے تصفیے، ان کے مستقل حل، باہمی شکایات کے رفع، کسی خاص علاقے کے استحصال کے انسداد، کسی خاص طبقے کے غلبے کے توڑ، ملکی اتحاد، اعضائے قومی کے باہمی اشتراک، جمہوریت کے استحکام یا کسی منصفانہ عادلانہ نظامِ سیاسی کی تلاش کے لیے غور و فکر کی ایک بہترین بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اب ہم اسے کل پاکستان سرحدِ اجیہ نیشنل پروگرام کہتے ہیں۔ خصوصاً ان حالات میں کہ ہمارے ملک میں نظامِ سیاسی کا مسئلہ ازسرِ نو پیدا ہو گیا ہے اور اس وقت ملک کا جو دستور ہے اس کے بارے میں صرف کہا جا سکتا ہے کہ سب اس کے وفادار نہیں، محض تابعدار ہیں۔ ۱۹۵۶ء کے اسلامی آئین کو ۱۹۶۲ء کے بنیادی جمہوریت کے نظام نے

الولی حیدرآباد

غلط ثابت کر دیا ہے بنیادی جمہوریت کے فلسفے اور پورے نظام کو ۱۹۷۳ء کے پارلیمانی نظام نے حرف غلط کی طرح مٹا دیا ہے ۱۹۷۳ء کے متفقہ اسلامی دستور کو ۱۹۷۷ء کے بعد کے شورائی اور غیر جماعتی پارلیمانی نظام نے کالعدم کر دیا اور پھر اس غیر جماعتی پارلیمانی نظام کو ۱۹۸۵ء کے جماعتی بنیادوں پر انتخابات نے رد کر دیا اور اس کی تمام اصلاحات و ترمیمات، مابہ النزاع ٹھیریں اور دستور کے کئی تصفیہ و طے شدہ مسائل کا حل اخبارات و رسائل میں زیر بحث آ رہے ہیں کہ کیا ہیں، وقت اور حالات کا تقاضا کیا ہے اور تجربات کی رہنمائی کیا ہے اس بنے کیا ہونا چاہیے

پاکستان کی تینتالیس ۴۳ سالہ تاریخ میں کوئی نظام نہ رہا ہو۔ مختلف صوبوں کے گنے چنے خاندان اور ان کے تین چار سو افراد ہیں جو برسر اقتدار رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ملک سیاسی، معاشی، اخلاقی ہر اعتبار سے تباہی کی طرف جا رہا ہے اور عوام کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے، اصل خرابی کیا ہے، اس کا سرچشمہ کہاں ہے اور اس کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے؟ مولانا سندھی مرحوم کا یہ منصوبہ اس باب میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

نظریات کے تصادم اور ایک دوسرے پر کلی عدم اعتماد کے اس ماحول میں جمہوری نظام ہو یا آمرانہ نظام پارلیمانی نظام، شورائی نظام، اسلامی نظام، وفاقی نظام یا نیم وفاقی نظام کے داعیوں کی تسکین اور ان کے غور و فکر کے لیے مولانا سندھی کے اس سیاسی منصوبے میں بہترین سامان موجود ہے اس بارے میں بھی مفید اشارے ملتے ہیں کہ پاکستان کے موجودہ چار صوبوں کی جغرافیائی تقسیم ہی قطعی اور آخری رہنی چاہیے یا اس خطے کی قدیم تاریخ میں اس کی علاقائی تقسیم کی حدیں تلاش کرنی چاہییں یا کراچی صوبہ یا سرائیکی صوبہ یا ملک کی انیس ۱۹ یا کم و بیش صوبوں میں تقسیم۔ ملک کے ہر قسم کے اور گمبھیر مسائل کے حل کی سعی مشکور ہو گی؟

یہ کام بہت ہی سنجیدگی اور نہایت غور و فکر کے ساتھ ایک قومی نقطۂ نظر کو اپنا کر انجام دینے کا ہے مولانا سندھی کے لائحہ عمل میں ملک کے چھوٹے سے چھوٹے طبقے یا لسانی، تہذیبی خصائص رکھنے والی مختصر جماعت کے ساتھ ناانصافی کی توقع نہیں ہے۔ اس لیے اس میں اس کے عدم اطمینان کی بھی کوئی معقول وجہ بظاہر نظر نہیں آتی۔

جو حضرات غور و فکر اور تلاش حقیقت کے اس میدان میں آگے بڑھیں انھیں اس طرح جانب دار ہونا چاہیے کہ وہ دوست سب کے ہوں ہمدرد اور غم گسار سارے جہاں کے ہوں، لیکن دشمن کسی کے نہ ہوں۔ نقصان پہنچانا تو کسی کے لیے بھی پسند نہ کرنے والے ہوں۔ فرقہ وارانہ — خواہ مذہبی ہو یا لسانی اور محدود جماعتی نقطۂ نظر اس سلسلے میں ہرگز مفید نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے اختلافات و نزاعات کا ایک نیا محاذ قائم ہو جانے کا خطرہ ہے۔

عارضی حکومت ہند کی خبر رولٹ سڈیشن کمیٹی کی رپورٹ میں پڑھ چکا ہوں – یہ حکومت
اس لئے بنائی گئی – کہ ہند میں موجودہ غاصب غدار ظالم حکومت کی عوض بہترین حکومت قائم ہو
ہماری عارضی حکومت چار سال سے مسلسل جد و جہد کر رہی ہے – اس وقت جب تم نے
ظالمانہ قانون کے نہ ماننے کا پکا ارادہ کرلیا – عین اسی زمانہ میں حکومت مؤقتہ بھی امداد
حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی –

حملہ آور فوج سے حکومت مؤقتہ ہند نے معاہدہ کرلیا ہے – اس لئے اس سے مقابلہ کرکے
اپنی حقیقی فوائد ضائع نہ کریں – بلکہ انگریزوں کو ہر ممکن طریقہ سے قتل کریں انہیں
آدمی اور روپیہ کی مدد نہ دیں ریل تار خراب کرتے رہیں –

حملہ آور فوج سے امن حاصل کرلیں انکو رسد اور سامان سے مدد دیکر اعزازی
سندیں حاصل کریں –

حملہ آور فوج ہر ہندوستانی کو بلا تفریق اہل و مذہب امن دیتی ہے – ہر ایک
ہندوستانی کی جان مال عزت محفوظ ہے فقط وہی مارا جائیگا یا ہلاک
ہوگا – جو مقابلہ میں کھڑا ہوگا – خدا ہمارے بھائیوں کو سیدھے
راستہ پر چلنے کی توفیق دے –

عبید اللہ
وزیر حکومۃ مؤقتہ ہند

چٹھی جو مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف سے اہل ہند
کے نام جاری کی گئی